السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حیض ونفاس کی اقل واکثر مدت محدثین کے نزدیک کتنی ہے؟ کیاان ایام میں مساس وقراءت قرآن جائز ہے۔؟

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

حیض کی اقل اوراکثر مدت میں اختلاف ہے۔حنفیہ کہتے ہیں:اقل مدت تین دن ہیں اوراکثر دس دن ہیں اورشافعیہ اورحنابلہ وغیرہ کہتے ہیں کہ اقل ایک دن رات ہے اوراکثر پندرہ دن ہے

حنفیہ اپنے مذہب پر مندرجہ ذیل حدیث پیش کرتے ہیں:

«اقل الحیض للجارة البکر والثیب ثلاثة ایام واکثر عشرة ایام ۔»

''یعنی کنواری اور بیوہ کےلیے اقل مدت حیض تین دن ہیں اوراکثر دس دن ہیں۔''

اس کوطبرانی اوردارقطنی نے روایت کیاہے مگراس کی اسنادمیں عبدالمالک مجہول ہے اورعلاء بن کثیر اورحفص بن عمرالعدل دونوں ضعیف ہیں۔نیز یہ اسناد منقطع ہے۔اگرچہ اس حدیث کے قریب اورروایتیں بھی آئی ہیں مگروہ بھی سب ضعیف ہیں۔چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تخریج ہدایہ کے ص 44میں ان کی تفصیل کی ہے۔مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ کے ص 103میں لکھتے ہیں کہ اگرچہ روایات ضعیف ہیں مگرکئی سندوں سے مروی ہیں اس لیے ان کوقوت حاصل ہوگئی نیزانس رضی اللہ عنہ ،عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ ،معاذرضی اللہ عنہ اورعثمان بن ابوالعاص اوران کے علاوہ دیگرصحابہ رضی اللہ عنہم کے فتاوی بھی ان روایتوں کے موافق ہیں۔اس سے بھی ان روایتوں کوتقویت ہوگئی۔

مولوی عبدالحئی صاحب نے جوکچھ لکھاہے اس میں کچھ شبہ ہے وہ یہ کہ کئی سندوں سے تقویت اس وقت ہوتی ہے جب سندوں میں تھوڑاتھوڑاضعف ہو۔یہاں بہت زیادہ ضعف ہے اورفتاوی صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی کیونکہ ان کی سندضعیف ہے ملاحظہ ہودارقطنی صفحہ 77اورکتاب الام امام شافعی رحمہ اللہ جلداول ص 55وغیرہ نیز صحابہ رضی اللہ عنہم میں اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کاقول آگے آتاہے کہ اکثرمدت حیض کی پندرہ دن ہیں اوراقل ایک دن رات ہے اس لیے یہ تقویت مفید نہیں۔

نیزاس حدیث میں جوحنفیہ نے پیش کی ہے یہ لفظ ہیں:

(للجاریة والثیب التی قدایست من الحیض» (دارقطنی ص 80»

یعنی کنواری اور بیوہ حیض سے ناامیدی کے زمانہ کوپہنچ گئی اس کے حیض کی اقل مدت تین دن ہیں اوراکثر دس دن ہیں۔حالانکہ یہ کسی کامذہب نہیں کہ بیوہ ناامیدی کے زمانہ کوپہنچ جائے توپھراقل مدت تین دن ہیں اوراکثر دس دن ہیں نہ حنفیہ اس کے قائل ہیں نہ کوئی اور۔پس اس حدیث کودلیل میں پیش کرناٹھیک نہیں۔

شافعیہ اورحنابلہ وغیرہ اپنے مذہب پریہ حدیث پیش کرتے ہیں:

«تمکث احدہن شطر عمرہا لاتصلی»

''یعنی عورت اپنی نصف عمر نماز نہیں پڑھتی۔''

اس کوعبدالرحمن بن ابی حاتم نے اپنی سنن میں روایت کیاہے۔

اس حدیث کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تلخیص الجبیر ص 60وغیرہ میں بیہقی سے نقل کیاہے کہ میں نے اس کوکتب حدیث میں نہیں پایا۔اسی طرح اوروں سے بھی نقل کیاہے کہ یہ حدیث ہمیں نہیں ملی۔اورقاضی ابوالعلی سے بحوالہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نقل کیاہے کہ اس حدیث کوعبدالرحمن بن ابی حاتم نے اپنی کتاب السنن میں روایت کیاہے۔پھرکہاہے عبدالرحمن بن ابی حاتم کی کوئی کتاب نہیں جس کوسنن کہاجاتاہولیکن ہوسکتاہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کوکتاب السنن کاپتہ نہ لگاہواورقاضی ابوالعلی کولگ گیاہواورممکن ہے قاضی ابوالعلی کوکتاب کے نام میں غلطی لگی ہو۔بہرصورت اس میں شبہ نہیں کہ عبدالرحمان بن ابی حاتم اپنی کسی کتاب میں اس کوباسناد لائے ہیں۔کیونکہ قاضی ابوالعلی جھوٹ نہیں کہہ سکتے۔رہی یہ بات کہ یہ صحیح ہے یاضعیف۔تواس کامداراس کی سند کے دیکھنے پرہے۔چونکہ کتاب کاملنا مشکل ہے۔اس لیے اس پرکوئی حکم نہیں لگ سکتا۔سردست اس کویوں ہی سمجھ لیاجائے کہ یہ ضعیف ہے۔

شیخ منصور بن یونس بہوتی نے شرح منتہی الارادات کے ص 94 میں اور شیخ منصور بن ادریس نے کشاف القناع عن متن الاقناع کے ص 144 میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے :

«ما زاد علی خمسة عشر استحاضة واقل الحیض یوم ولیلة ۔»

''یعنی جو پندرہ دن سے زیادہ ہو جائے وہ (حیض نہیں بلکہ بیماری کا خون) استحاضہ ہے اور اقل حیض ایک دن رات ہے ۔''

پھر ان دونوں صاحبان نے بحوالہ امام احمد رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک ماہ میں تین حیض آنے کا قول بھی نقل کیا ہے ۔ جس کی صورت یہ ہے کہ ایک دن حیض آ کر 13 دن بند رہا، پھر ایک دن آ کر 13 دن بند رہا، پھر ایک دن حیض آ گیا ۔ پھر کہا ہے اس میں رائے قیاس کا کوئی دخل نہیں تو گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا ہے ۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ اقل مدت حیض کی ایک دن رات ہے ۔

شیخ منصور بن ادریس رحمہ اللہ نے کشاف القناع کے صفحہ مذکورہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی تائید میں (کہ اکثر مدت حیض کی پندرہ دن ہیں) کتاب السنن عبدالرحمن بن ابی حاتم کے حوالہ سے اوپر کی حدیث بھی ذکر کی ہے یعنی عورت اپنی نصف عمر نماز نہیں پڑھتی ۔ پھر بیہقی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے اس حدیث کو کسی کتاب حدیث میں نہیں پایا ۔ اور امام ابن منجا سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث کسی طرح ثابت نہیں پھر کہا ہے :

''قال فی المبدع وذکر ابن منجا انہ رواہ البخاری وہو خطأ''

یعنی مبدع میں کہا ہے کہ ابن منجا نے اس حدیث کو بخاری کی طرف منسوب کیا ہے ۔ حالانکہ یہ غلط ہے ۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ فریقین کی پیش کردہ احادیث ضعیف ہیں ۔ جو استدلال کے قابل نہیں بلکہ حنفیہ نے جو حدیث پیش کی ہے وہ خود بھی اس کے قائل نہیں ۔ کیونکہ اس میں بیوہ کے ساتھ ناامیدی کے زمانہ کو پہنچنے کی قید ہے ۔ اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم دونوں طرف ہیں ۔ تو اب فیصلہ کس طرح ہو؟ ہمارے خیال میں اب واقعات کی طرف رجوع کرنا چاہیے ۔ واقعات مذہب شافعیہ اور حنابلہ وغیرہ کو ترجیح ثابت ہوتی ہے ۔

امام شافعی رحمہ اللہ کتاب الام جلد اول ص 55 میں فرماتے ہیں کہ ایک عورت کو ہمیشہ ایک دن حیض آتا تھا ۔ اس پر کبھی زیادہ نہیں ہوا ۔ خود اس نے مجھے کہا اور کئی اور کا ذکر کیا جن سے بعض کو تین روز سے کم حیض آتا تھا اور بعض کو پندرہ روز اور بعض کو تیرہ روز ۔

شیخ منصور بن ادریس رحمہ اللہ نے کشاف القناع جلد اول ص 144 میں عطا بن رباح سے نقل کیا ہے کہ میں نے ایک عورت کو دیکھا اس کو پندرہ دن حیض آتا تھا اور ابو عبداللہ الزبیری سے نقل کیا ہے کہ ہماری عورتوں میں بعض کو ایک دن حیض آتا تھا ۔

دار قطنی کے ص 77 میں ہے ۔ شریک رحمہ اللہ کہتے ہیں : ہمارے ہاں ایک عورت ہے جس کا حیض تندرستی اور صحت کے ساتھ پندرہ دن رہتا ہے ۔ اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں : ہمارے ہاں ایک عورت ہے اس کو صبح سے حیض شروع ہوتا ہے شام کو پاک ہو جاتی ہے ۔

اس طرح کے بہت واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حیض کی اقل مدت ایک دن رات ہے اور اکثر پندرہ دن ہے بلکہ امام اوزاعی رحمہ اللہ نے جو واقعہ ذکر کیا ہے اس میں صرف ایک دن بغیر رات کے مذکور ہے ۔ کیونکہ اس میں ذکر ہے کہ صبح سے شروع ہو کر شام کو بند ہو جاتا ہے ۔ پس راجح وہی ہے جو واقعات سے ثابت ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے مختلف روایتیں آنے کا سبب بھی واقعات ہی ہیں جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے اقل مدت تین دن اور اکثر دس دن بتلائی ہے ان کو ایک دن اور پندرہ دن کا واقعہ پیش نہیں آیا اس لیے انہوں نے یہی خیال کیا ۔ اور جو ایک دن اور پندرہ دن کے قائل ہیں ۔ ان کے مشاہدہ میں یہ شئے آ گئی ۔ پس ان کی بات معتبر ہو گی ۔

نفاس کی اقل مدت کی بابت ایک ضعیف حدیث حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تخریج ہدایہ ص 44 میں ذکر کی ہے اس میں ہے :

«لا نفاس دون اسبوعین ولا نفاس فوق اربعین یوماً ۔»

یعنی نفاس دو ہفتوں سے کم نہیں اور چالیس دن سے زائد نہیں ۔ اور ایک حدیث دار قطنی کے ص 82 میں ہے ۔ اس کے یہ الفاظ ہیں ۔

«اذا مضی للنساء سبع ثم رات الطہر فلتغتسل ولتصل»

''یعنی جب نفاس والی عورت پر ایک ہفتہ گزر جائے پھر طہر دیکھے پس چاہیے کہ غسل کرے اور نماز پڑھے ۔''

اس روایت پر دار قطنی نے کلام نہیں کی اس کی سند میں بقیہ بن ولید ہے جس میں کلام ہے مگر اس کے بغیر بھی یہ حدیث روایت کی گئی ہے ۔ نیز بقیہ جب عن کے ساتھ روایت کرے وہ زیادہ ضعیف ہوتی ہے ۔ یہ حدیث اخبرنا کے ساتھ روایت کی ہے ۔

اکثر مدت نفاس چالیس دن ہے اس کے متعلق بہت روایات آئی ہیں اور جمہور کا مذہب بھی یہی ہے صرف حسن بصری رحمہ اللہ پچاس روز کہتے ہیں اور عطاء اور شعبی ساٹھ روز کہتے ہیں ۔ چنانچہ ترمذی میں ہے مگر ترجیح چالیس کے قول کو ہے اگر زیادہ خون آئے تو اس کو استحاضہ (بیماری) کا خون سمجھے ۔ اس میں نماز پڑھے اور قرأت وغیرہ بھی کرے اور خاوند بھی اس کے ساتھ جماع کر سکتا ہے ۔ حیض نفاس کے دنوں میں ان کاموں سے کوئی بھی درست نہیں ۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ اہلحدیث](#)

[کتاب الطہارت، حیض اور مستحاضہ کا بیان، ج1ص258](#)

[محدث فتویٰ](#)